کتاب نما

وجدان سلیم : از میرزا خادم ہوشیارپوری۔ ناشر : دارالاشاعت ادارۂ تنظیم مساجد' شیلائٹ ٹاؤن' گوجرانوالہ۔ بڑے قرآنی سائز کے تقریباً ۵۰۰ صفحات۔ ہدیہ نامعلوم۔

یہ مبارک کتاب قرآن پاک کی منظوم ترجمانی ہے اور سلسلے کی پہلی جلد پارۂ اول تا دہم پر مشتمل ہے۔ ایسی دو جلدیں اور متوقع ہیں ۔

میرزا صاحب کے ذہن سے ۵۲-۱۹۵۱ میں سورۂ فاتحہ کا منظوم ترجمہ صادر ہوا۔ پھر دورِ قطرۂ سخن طاری ہوا۔ تا آنکہ اس رجحان نے ۱۹۸۴ میں کروٹ لی۔ پھر وہ وقتاً فوقتاً مختلف سور و رکوعات کا ترجمہ کرتے رہے۔ ایسے بھاری بھرکم کام کے لیے ان کو متعدد مخیر حضرات کا تعاون حاصل ہوا۔ اب "وجدانِ سلیم" کی جلد اوّل سامنے آئی ہے۔ پیش لفظ میں حکیم مولینا محمد شریف درانی نے ان کی منظوم خدمت کا جائزہ لیا ہے اور اچھی رائے دی ہے۔ بہت سے اقتباسات انہوں نے جمع کر کے بحث کی ہے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ برحق کہ قرآن کے بارے میں خدا نے صاف بتا دیا کہ ہم نے اپنے بندے پر شعر نازل نہیں کیے۔ "وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ" اس تنزیہہ کے ساتھ یہ امر بھی ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی شاعروں سے شعر کہلوائے ' اور دوسرے صحابیوں کو سنوائے' اور تعریف کی۔ قرآن کے منظوم ترجمے کا جواز تو ہو سکتا ہے' مگر میں نے جتنے منظوم ترجمے دیکھے ہیں ' وہ ایک تو قرآن کی ترجمانی سے قاصر رہ جاتے ہیں' دوسرے بھرتی کے نامانوس الفاظ لانے سے ان کا حسن بھی مٹ جاتا ہے۔

میرزا خادم صاحب نے نہ صرف پہلی مرتبہ حفیظ کے شاہنامے والی بحر اختیار کی ہے بلکہ اشعار بھرتی کے نہیں ' پرلطف معلوم ہوتے ہیں۔ میرزا صاحب نے بعض امکانی خطرات کا سدِّباب کرنے کے لیے الفاظِ قرآنی کا الگ الگ واضح ترجمہ بھی دیا ہے اور بامحاورہ بھی ۔ یہ واضح نہیں کہ تراجم کن کن بزرگوں کے ہیں۔ اب چند اشعار مختلف مقامات سے

سورۂ فاتحہ کے دو تین شعر۔

خدایا صرف تیری ہی عبادت ہم تو کرتے ہیں
تجھی سے طالب نصرت ہیں اے، دم تیرا ہی بھرتے ہیں
دکھا ہم کو توَ سیدھی راہ ان مقبول بندوں کی
رضا کے آرزو مندوں، وفا کے درد مندوں کی
جنہیں تو نے نوازش ہائے پیہم سے نوازا ہے
ترا ابرِ عنایات مسلسل جن پہ برسا ہے

سورۂ بقرہ میں منافقین کا ذکر۔

کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں
عقیدت مند بن کر خدمتِ نبویؐ میں آئے ہیں
غلط ہے ادعا ان کا، وہ کب ایمان لائے ہیں
فریب اللہ کو اور مومنوں کو دینے آئے ہیں
یہ ان کی خود فریبی ہے، یہ ان کی کج ادائی ہے
کبھی اس طرح بھی راہِ ہدایت ہاتھ آئی ہے

سورۂ آلِ عمران آیت ۱۴ سے

یہ مال، اولاد، بیوی، سونا چاندی، اسپِ تازی بھی
مویشی، کشت کاری، باغ و نخلستاں، اراضی بھی
کشش ہے ان میں، بے شک خوشنما بھی، دلربا بھی ہیں
مگر اللہ کے انعام، بہتر بھی، سِوا بھی ہیں

(نعیم صدیقی)

جہاتِ اقبال: از ڈاکٹر تحسین فراقی ۔ ناشر: بزم اقبال، ۲ کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۲۳۸۔ قیمت ۱۰۰ روپے۔

زیر نظر کتاب، اقبالیات پر ڈاکٹر تحسین فراقی کے نو تحقیقی و تنقیدی اور تجزیاتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ موصوف پنجاب یونیورسٹی میں اردو زبان و ادب کے معلم ہیں اور ملک کے ادبی حلقوں میں ایک ممتاز دانش ور، نقاد اور شاعر کے طور پر بخوبی متعارف ہیں۔

ا۔ لفظ نصرت استعانت کا مفہوم نہیں دیتا۔

اس مجموعے کا پہلا مضمون اس طرح شروع ہوتا ہے :

"علامہ اقبال ہمارے ایسے نابغہ ءعصر شاعر تھے جو خدا' انسان اور کائنات تینوں کا ایک مخصوص اور متوازن شعور رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک زندگی ایک بامعنی سرگرمی ہے جو جہانِ تازہ اور امتحانِ تازہ سے عبارت ہے۔ خدا کی ذات ایک ایسی قابلِ ستایش ہستی ہے' جو ہمہ وقت اپنی مخلوقات پر نظر رکھتی ہے اور ان سے الگ تھلگ یا لا تعلق نہیں ہے' اور انسان ایک ایسی جواب دہ مخلوق ہے' جس کے کندھوں پر خلافتِ ارضی کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ یہی وہ مرکزی خیالات و تصورات ہیں' جو نئے سے نئے اور منفرد سے منفرد اسلوب میں ان کی شاعری میں بالخصوص اور ان کی نثر میں بالعموم جگہ پاتے ہیں۔"

اقبال کی شاعری اور فکر کی گوناگوں اور مختلف' بلکہ بعض اوقات متضاد تعبیریں کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر فراقی نے درجِ بالا سطور میں علامہ اقبال کی حقیقی فکری جہت کو مناسب الفاظ اور متوازن و موثر انداز میں واضح کیا ہے --- اس اقتباس سے خود مصنف کے زاویہءنظر اور اسلوبِ تنقید کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

تنقیدی مضامین میں "جمہوریت' اقبال کی نگاہ میں" مجموعے کا ایک سیر حاصل اور بھرپور مضمون ہے۔ مصنف کا یہ کہنا بجا ہے کہ اقبال' جمہوریت کے جس قدر مداح ہیں' اس سے کہیں زیادہ اس کے نقاد ہیں۔ ان کی تحریریں شاہد ہیں کہ اوائل میں انھوں نے جمہوریت کو بہترین طرز حکومت قرار دیا' اور برطانیہ کی جمہوریت پسندی کے مداح رہے' لیکن جب "بندوں کو گنا کرتے ہیں' تولا نہیں کرتے" پر مبنی طرزِ حکومت کی خرابیاں ان پر واضح ہوئیں تو وہ اس کے شدید ناقد بن گئے۔ جمہوریت کے باب میں اقبال کے ہاں جو تضاد محسوس ہوتا ہے' فراقی صاحب نے اس کی وضاحت بایں الفاظ کی ہے : "اقبال جمہوریت کی روح یعنی حریتِ فکر و عمل (بحیثیت ایک اصول) کے تو قائل ہیں' مگر اس کے عملی مغربی مظاہر کے نقاد" --- شاید امرواقعہ بھی یہی ہے۔

"عصری مسائل اور فکر اقبال" میں مصنف بتاتے ہیں کہ اقبال نے اپنے عہد کے فکری' فلسفیانہ اور روحانی مسائل کو ایک حکیم اور دانش ور کی نگاہ سے دیکھا اور ان پر فنکارانہ ردعمل ظاہر کیا' اور وہ تھا : "ایک سچے مسلم کی طرح قرآن و سنت اور حکمتِ بالغہ کی روشنی میں' ان کا تجزیہ کرکے نسخہءشفا" کی تجویز --- "علامہ اقبال اور مسلم نشاتِ ثانیہ" ایک اور قابل قدر مضمون ہے۔

تحقیقی حصے میں ڈاکٹر فراقی نے شیخ عطاء اللہ مرحوم کے مرتبہ مجموعۂ مکاتیب "اقبال نامہ" کی فروگزاشتوں پر عالمانہ گرفت کی ہے۔ بحیثیت مجموعی وہ اقبال کے محققین و مرتبین کی تعجیل پسندی اور سہل انگاری اور اشاعتی اداروں کی ہوس نفع اندوزی پر شکوہ کناں ہیں' کیونکہ اس کے نتیجے میں صورت حال اس حد تک تشویش ناک ہو چکی ہے کہ "لفظ غلط' معنی غلط اور املا و انشا غلط" اور اس کی بنیاد پر مرتبہ نتائج بھی غلط" --- اس مضمون کے ساتھ ڈاکٹر فراقی نے "اقبال نامہ" کے سات مکاتیب کو صحت متن اور حواشی و تعلیقات کے ساتھ مرتب کرکے تدوین خطوط کا ایک معیاری نمونہ بھی فراہم کیا ہے --- انھوں نے مقبول انور داؤدی کی کتاب "مطالب اقبال" کو بھی اسی دقت نظر سے دیکھا ہے اور اس کی خامیوں' غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد' بجا طور پر قرار دیا ہے کہ: "اقبال آج بھی مظلوم ہیں" --- اقبالیاتی ادب کے تجزیے پر ۴۹ صفحاتی مفصل مقالہ "جلوہ خوں گشت و نگاہے بتماشا نرسید" اس تاثر کو مزید شدت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ فراقی صاحب اقبالیاتی تنقید سے قطعاً مطمئن نہیں کیونکہ اس میں پھیلاؤ تو ہے مگر عمق' وسعت اور گہرائی نہیں ہے۔ ان کے اس (قدرے مایوسانہ ؟) نقطۂ نظر سے' کتاب کے دیباچہ نگار محترم میرزا ادیب نے اختلاف کیا ہے۔ فراقی صاحب کی اس رائے کو پوری طرح تسلیم کرنے میں ہمیں بھی تامل ہے' تاہم اس میں اختلاف نہیں کہ اقبال کو ایک "بڑے اور جیّد نقاد" کی ضرورت ہے' اور "اقبال کو مجاورین کی نہیں' مجاہدین اور پوئٹک وژن رکھنے والے مجتہدین کی ضرورت ہے۔"

اقبالیات پر ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر سال ۲۰ ' ۲۵ کتابیں چھپتی ہیں' مگر قابل لحاظ کتابوں کی تعداد ۴ ' ۵ سے زیادہ نہیں ہوتی (کبھی اس سے بھی کم)۔ "جہات اقبال" اس موضوع کی منتخب کتابوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کا اسلوب' نقد و نظر کے مروّج اور روایتی پیمانوں سے ہٹ کر' ایک ذہین و با مطالعہ اور ذوق نقد شعر رکھنے والے نقاد کا اسلوب ہے' اسی لیے قاری کو اپنی انفرادیت کا احساس دلاتا ہے۔ "جہات اقبال" اقبالیاتی تحقیق و تنقید : ایک اعتبار قائم کرتی ہے' اور اس سے مطالعۂ اقبال کی بعض نئی سمتوں کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ (رفیع الدین ہاشمی)

ادب القاضی : از ڈاکٹر محمود احمد غازی۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد۔ صفحات ۳۹۰

ادب القاضی سے کیا مراد ہے ؟ ادب القاضی اسلام کا قانون عدالت و ضابطہ ہے۔ اس میں

نظام قضا' ثبوت' گواہی' دعویٰ اور اس کے متعلقات' مقدمات اور ان کی سماعت' فیصلہ کیسے کیا جائے' نیم عدالتی ادارے مثلاً احتساب' مظالم' افتا وغیرہ کے اہم مباحث شامل ہیں۔

علم فقہ کی اس شاخ پر ہمارا روایتی اسلامی لٹریچر تو مالا مال ہے لیکن اردو زبان میں نہ اس کی ضرورت پڑی اور نہ اس کے لیے تیاری کی گئی۔ نفاذِ شریعت کے مطالبوں کے ساتھ اس کی ضرورت تھی کہ اس کے تقاضے پورے کرنے کی بھی فکر کی جائے۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی نے اس ضرورت کو محسوس کرکے کئی قابلِ قدر کام کیے ہیں۔ اسی سلسلے میں ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بڑی محنت و کاوش سے یہ کتاب مرتب و مدوّن کی ہے جس کا دوسرا نظرثانی ایڈیشن ہمارے سامنے ہے۔ فاضل مرتب نے پہلے تو موضوع پر جامع اسکیم تیار کی' پھر جملہ مآخذ کو کھنگال کر' بہترین حصوں کو منتخب کرکے ان کا خوبصورت ترجمہ کیا اور ذیلی عنوانات قائم کرکے انھیں ایک لڑی میں پرو کر پیش کردیا ہے۔

ابتدائی تین ابواب میں موضوع سے متعلق آیاتِ قرآنی' احادیثِ نبوی اور آثارِ صحابہ و تابعین کو مناسب ترتیب سے یکجا کردیا گیا ہے۔ باب چہارم دورِ فاروقی کی اہم عدالتی دستاویزات پر مشتمل ہے۔ پانچواں باب نظامِ قضا پر مذاہبِ اربعہ کی اہم اور بنیادی کتب سے ماخوذ ہے۔ چھٹا باب سماعتِ مقدمہ اور فیصلہ کے بارے میں ہے۔ ساتواں باب ادارۂ افتا ' ادارۂ وکلا' ادارۂ احتساب' ولایتِ مظالم اور ادارۂ تحکیم کے بارے میں ہے۔ آخر میں مرتب کا ایک مقالہ "اسلام کا نظامِ احتساب" شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کا انداز آسان اور عام فہم ہے۔ اسے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے وکیل ہونا ضروری نہیں ہے' گو کہ بنیادی طور پر یہ کتاب کسی آنے والے دَور کے وکلا اور ججوں کے لیے ایک ناگزیر کتاب ہے۔ اگر یہ ایل ایل بی کے نصاب میں اب تک شامل نہیں کی گئی ہے تو اس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔

اس کتاب کا ایک شاہکار باب "عرضِ مرتب" ہے جس کے مطالعے سے تبصرہ نگار جیسا ایک عام قاری بھی علمی دنیا کی سیر کرلیتا ہے' اور آج امتِ مسلمہ کو جو حقیقی مسائل درپیش ہیں ان کا ادراک بھی حاصل ہوتا ہے۔

اپنے موضوع پر نہایت اہم' اور اتنی اعلیٰ خوبصورت کتاب میں خاصی تعداد میں کمپوزنگ کی غلطیاں کچھ زیادہ ہی ناگوار محسوس ہوتی ہیں۔ (مسلم سجاد)

علامہ اقبال اور میرِ حجازؐ: از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ ناشر: بزم اقبال، کلب روڈ، لاہور۔ صفحات ۴۸۔ قیمت ۳۰ روپے۔

علامہ اقبال، عاشق رسولؐ تھے۔ ان کی زندگی سراپا سوز تھی۔ اقبال پر حضور اکرمؐ کا نام آتے ہی گریہ کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ان کی طبیعت میں سوز و گداز کی یہ کیفیت اوائلِ عمر ہی سے موجود تھی۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے علامہ اقبال کی نظم و نثر سے ان کے عشقِ رسولؐ سے متعلق لوازمہ فراہم کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اقبال کے یہاں ابتدا میں روایتی نعت گوئی کا رجحان ملتا ہے لیکن بہت جلد ان پر حضورِ اکرمؐ کی پیغمبرانہ اور بشری عظمت واضح ہوگئی اور حضورِ اکرمؐ کی رحمت و شفقت کا پہلو ان کے لیے سب سے زیادہ جذب و کشش کا باعث بن گیا۔

ڈاکٹر ہاشمی نے اقبال کے عشقِ رسولؐ میں ان کے والدِ محترم کے اندازِ تربیت کو مؤثر عامل قرار دیا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک محبتِ رسولؐ کا تقاضا یہ ہے کہ دینِ اسلام کی خدمت کی جائے۔ علامہ اقبال کا مدینہ منوّرہ کا روحانی سفر ''ارمغانِ حجاز'' کی صورت میں سامنے آیا۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے وہ حج کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی، تاہم ان روحانی کیفیات کا بھرپور اظہار، ''ارمغانِ حجاز'' کی رباعیات میں ہوا ہے۔

ڈاکٹر ہاشمی کے اس مقالے میں پندرہ ذیلی عنوانات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں: محبت رسولؐ: تقاضائے ایمان، وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ، اسم محمدؐ: اسمِ اعظم، اقبال اور دل بستگی رسولؐ، شیخ نور محمد کا اندازِ تربیت، ابتدائی دَور کا نعتیہ آہنگ، آپؐ کا روحانی فیض، محبتِ رسولؐ کا تقاضا: خدمتِ دین... اس تحقیقی مقالے میں بھی زبان و بیان کی چاشنی موجود ہے۔ (ظفر حجازی)

وضاحت

۱- ترجمان القرآن میں ترجیحاً دینی اور علمی کتابوں پر تبصرے شائع کیے جاتے ہیں۔

۲- تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں۔

۳- تبصرے کے لیے مطبوعات براہ راست: مدیر ترجمان القرآن منصورہ، لاہور ۵۴۵۷۰ کو بھیجی جائیں۔